

1 عالمی معاشی عدم استحکام کے دور میں پاکستان کا اقتصادی استحکام

2007ء کے عالمی معاشی بحران نے ستمبر 2008ء میں اس وقت ایک نیا رخ اختیار کیا جب معروف مالی اداروں کے انہدام نے سرمائے کی عالمی منڈیوں کو منتشر سے دوچار کرتے ہوئے اعتماد کے فقدان کو مزید گہرا اور طویل کساد بازاری کے خوف میں مبتلا کر دیا۔ ایشیا نے اس وقت تک خاصی استقامت کا مظاہرہ کیا تھا لیکن بالآخر 2008ء کی چوتھی سہ ماہی میں وہ بھی معاشی سست روی کی لپیٹ میں آ گیا۔ دوسری جانب پاکستان کو اجناس کی عالمی قیمتوں کے دھچکے اور قومی سیاسی اور سیکورٹی کے مسائل کی بنا پر معاشی صورتحال میں تیزی سے بگاڑ کا سامنا تھا اور اس کی توجہ نومبر 2008ء سے آئی ایم ایف کے اسٹیٹڈ بائی آرینجمنٹ (ایس بی اے) کی اعانت سے شروع کیے گئے معاشی استحکام پروگرام کے نفاذ پر مرکوز تھی۔

مالی استحکام کی بحالی اور اسے یقینی بنانا مرکزی بینکوں کی سب سے اہم ذمہ داری ہے، خواہ عالمی معیشت و مالی نظام بحران سے نکل آئیں اور کساد بازاری کے رجحانات ختم ہی کیوں نہ ہو جائیں۔ ایشیا کی تیزی سے معاشی بحالی کی واضح علامات موجود ہیں اور پاکستان کی معیشت میں بھی بحالی کے آثار نمایاں ہیں اگرچہ عمل ابھی تک ابتدائی مراحل میں ہے اور نازک صورتحال سے گزر رہا ہے۔

شاید یہ عظیم اعتدال پسندی¹ کے باعث ہونے والی خوش فہمی کا نتیجہ تھا کہ عالمی معیشت کو اچانک 2008ء میں ”تقریباً دوسری عظیم کساد بازاری“² نے گھیر لیا اور وہ اس کے لیے پوری طرح سے تیار نہیں تھی۔ اس سے قطع نظر یقین کیا جاتا ہے کہ نرم زری پالیسی (جو بلبلوں کو جنم دینے کا باعث بنی) اور عالمی معاشی عدم توازن (ملکوں میں جاری حسابات کی بھاری فاضل رقم و خسارے) کی عکاسی بحران سے قبل یافت بڑھانے کی کوششوں، خطر پر بیم کی پست سطح اور مالی وساطت پر دباؤ جیسے رجحانات سے ہوتی ہے۔ مذکورہ صورتحال کے باعث مالی انجینئرنگ کے شعبے میں ہونے والی نئی مالی اختراعات سے ساختی مالکاری مصنوعات کو فروغ حاصل ہوا۔ ضابطہ کار اور ایسی مالی مصنوعات تیار کرنے والے ان کی نوعیت سے گہری واقفیت نہیں رکھتے تھے جس کا نتیجہ بڑے غیر بینک مالی اداروں کے غیر متنوع جزدان میں ارتکاز کے خطرے کی صورت میں برآمد ہوا۔ خطرات کے ارتکاز نے 2007ء کے سیالیت کے بحران کی شدت کو بڑھاتے ہوئے اسے ایک بھرپور مالی طوفان میں تبدیل کر دیا اور اس کی زد میں آنے والے کئی مالی ادارے دیوالیہ ہو گئے۔

ترقی یافتہ معیشتوں کی نمونہ پر مالی بحران کے اثرات 2007ء کے آخر میں نمایاں ہونا شروع ہوئے۔ اسے باضابطہ طور پر کساد بازاری کا نقطہ آغاز کہا جاتا ہے۔ متعلقہ مرکزی بینکوں اور حکومتوں کی جانب سے منظم اقدامات کے باعث 2009ء کے اوائل میں کساد بازاری کے رجحانات میں کمی آنا شروع ہو گئی اور عالمی معیشت اب بتدریج بحالی کی طرف بڑھ رہی ہے۔³ اگرچہ اگست 2007ء میں بحران کے آغاز میں عالمی معاشی نمو کے بارے میں خاصی پریشان کن پیش گوئیاں کی گئی تھیں اور ابتدائی مہینوں میں صورتحال کافی حد تک قابو سے نکلتی معلوم ہوتی تھی لیکن یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ بحالی کا عمل توقع سے پہلے ہی شروع ہو گیا ہے۔ یہ بات اہمیت کی حامل ہے کہ عالمی نمو کی بحالی میں چین اور بھارت جیسی بڑی ایشیائی معیشتوں نے اہم کردار ادا کیا ہے جبکہ امکان ظاہر کیا گیا ہے کہ برطانیہ، امریکہ اور یوروزون کے علاقوں کی معاشی نمو 2010ء میں بہتر ہو جائے گی۔

مالی بحران سے حقیقی اور مالی شعبے کے مابین گہرے ربط کی عکاسی ہوتی ہے اور موجودہ حالات میں مالیات و نمو کا تعلق بے حد اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ حقیقی معاشی سرگرمیوں پر مالی دباؤ کے اثرات کبھی اتنے نمایاں نہیں ہوئے تھے اور مالی شعبے کا یہ دباؤ پوری معیشت میں سرایت کر گیا۔ بحران کے دوران ابھرتی ہوئی معیشتوں میں حقیقی شعبے کی سست روی نے ان کے مالی نظاموں کو متاثر کیا۔ اس بحث کے بارے میں حالیہ خیالات کا خلاصہ باکس 1.1 میں دیا گیا ہے۔

باکس 1.1: مالیات و نمو کے مابین ربط

1973ء میں مک کن اور شا کی جانب سے مالیات و نمو کے مابین ربط کے متعلق نئے اکتشافات کے بعد سے معاشی نمو کے فروغ میں مالیات کا کردار زیر بحث رہا ہے۔ اس سے قبل ہونے والی علمی تحقیق میں ترتیب کے لحاظ سے مالیات دوسرے نمبر پر تھی اور 1955ء میں گورلی اور شا کا امریکن اکنامک ریویو کا مضمون اس کی مثال ہے۔ 1990ء کی دہائی کے اوائل سے ماہرین معاشیات اور پالیسی سازوں میں نمو کو بڑھانے کے

¹ یہ اصطلاح متعدد ماہرین اقتصادیات نے 1980ء کی دہائی کے وسط سے لے کر 2007ء کے بحران کے درمیانی دور میں پیداوار اور گرانٹی دونوں کی تعبیر پذیری میں نمایاں کمی کے لیے استعمال کی ہے۔

² وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس سال عالمی پیداوار میں چینی کی ہوئی وہ 1930ء کی دہائی کے بعد سے دیکھنے میں نہیں آئی۔

³ مسلسل چار سہ ماہیوں تک سکلنے کے بعد 2009ء کی تیسری سہ ماہی میں امریکی معیشت کی نمو بحال ہونا شروع ہو گئی ہے۔

حوالے سے جدید مالی نظام کے مثبت کردار پر اتفاق رائے پایا جاتا ہے۔ یہ اتفاق رائے خاطر خواہ شواہد پر مبنی ہے جن سے پتہ چلتا ہے کہ مالی ترقی کے نمو میں اضافے پر خاصے اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ عام طور پر مالی ترقی کی پیمائش جی ڈی پی کے مقابلے میں قرضوں یا زرو سچ کے حوالے سے کی جاتی تھی۔

اس بارے میں ہمیں تاریخ سے تین سبق ملتے ہیں:

- 1- نمو ترقی کے لیے مالی ترقی بے حد اہمیت کی حامل ہے۔
- 2- مالی بحرانوں کا اعادہ بھی نمو ترقی کے درمیان مثبت تعلق کو ختم نہیں کر سکا ہے۔
- 3- مالی بحرانوں اور ان کے اثرات پر صرف اور صرف مالی شعبے میں سخت اقدامات سے قابو پانا ممکن ہے اور اس کے لیے معاشی نمو اور ترقی پر منفی اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔

بحران کے دوران دنیا کے مختلف حصوں میں معیشت میں مالیات کے کردار کے بارے میں کافی مختلف آراء دیکھنے میں آئیں: ترقی یافتہ معیشتوں میں مالی شعبے کے ایک چھوٹے جز میں پیدا ہونے والا بگاڑ قرض کے بہاؤ میں رکاوٹ بنا اور اس نے منڈیوں کو بری طرح متاثر کیا جبکہ معاشی نمو پر بھی منفی اثرات مرتب ہوئے۔ دوسری جانب ترقی پذیر ملکوں کے حقیقی شعبوں میں سست روی نے مالی منڈیوں کی سرگرمیوں پر منفی اثرات مرتب کیے۔

کئی برسوں کی بحث کے باوجود فی الوقت اس بات پر اتفاق رائے نہیں ہو سکا ہے کہ نمو پر مالی ترقی کے مخصوص اثرات کی پیمائش کس طرح کی جائے۔ اس کے نتیجے میں مستقبل میں مالی شعبے کی ضابطہ کاری کی سمت کے بارے میں غیر یقینی صورتحال پائی جاتی ہے۔

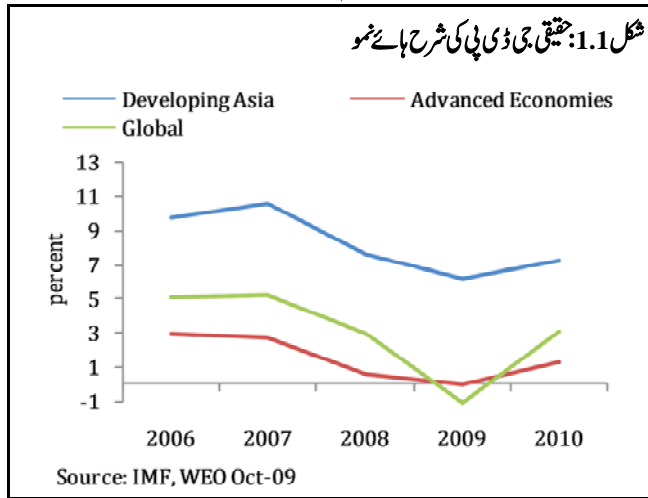
امریکہ اور یورپ میں حالیہ بحران کے بعد مالیات کے مستقبل کے بارے میں ہونے والی بحث میں شدت آتی جا رہی ہے۔ دوسری جانب اجماعی ہوئی نمایاں معیشتیں مالی ترقی کے راستے پر گامزن ہیں کیونکہ وہ مالی آزاد کاری کی جانب بندرج پیش رفت کے ساتھ اپنے مالی نظاموں کے نظم و نسق کو ساختی لحاظ سے بہتر بنا رہی ہیں۔ ان اقدامات سے اس بات کو یقینی بنانے میں مدد ملی ہے کہ عالمی منڈیوں سے ارتباط ضروری توازن کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

ماخذ: گنگ اینڈ لیوان (1993ء) اور لیکسی (2009ء)۔

بحران کے دوران مرکزی بینکوں کے غیر معمولی پالیسی اقدامات اور بعض ملکوں میں بھاری اخراجات پر مبنی مالیاتی پالیسیوں پر عملدرآمد کے بعد اب مالیاتی اعانت کے جال سے باہر نکلنے کے مناسب وقت پر بحث ہو رہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ خدشات بھی پائے جاتے ہیں کہ حکومتوں کی جانب سے اعانتی اقدامات کے قتل از وقت خاتمے سے معاشی صورتحال دوبارہ خراب ہو سکتی ہے اور اعتماد کے فقدان کا ایک اور نیا بحران جنم لے سکتا ہے۔ ترقی یافتہ اور ایشیا کے ابھرتے ہوئے ملکوں میں بحران کے باعث کیے جانے والے پالیسی اقدامات کی سطح اور شدت میں خاصا فرق پایا جاتا ہے۔ ایشیا کو ستمبر 2008ء کے واقعات نے بری طرح متاثر کیا تھا۔ اس کا سبب ان ملکوں میں خطرے پر مبنی سرمائے کی آمد کا خاتمہ اور غیر یقینی معاشی صورتحال کے باعث مجموعی طلب کے عالمی رجحانات میں آنے والی ڈرامائی تبدیلی ہے۔

دوسری جانب، پاکستان کو بھی آخر 2007ء سے مشکل معاشی صورتحال کا سامنا ہے لیکن اس کی وجہ عالمی بحران نہیں بلکہ متعدد عوامل ہیں جن میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ شدت آتی چلی گئی، خصوصاً معاشی توازن کا بتدریج بڑھنا۔ نومبر 2008ء میں آئی ایم ایف کے ساتھ کیے گئے ایس بی اے کی مدد سے معاشی استحکام پروگرام پر عملدرآمد کے باعث ملکی معیشت میں استحکام کی علامات نمایاں ہونا شروع ہو گئی ہیں۔

اس مختصر تعارف کے بعد اس باب میں ترقی یافتہ معیشتوں اور ایشیا کے ابھرتے ہوئے ممالک میں ہونے والی اہم اقتصادی تبدیلیوں کو بیان کیا گیا ہے تاکہ ایشیا کے



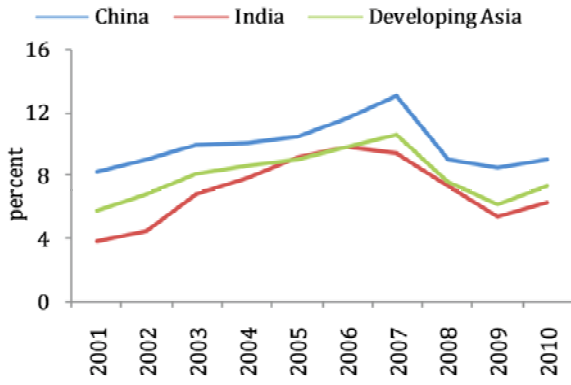
تناظر میں پاکستان کے معاشی و مالی استحکام پر بحران کے اثرات کا جائزہ لیا جاسکے۔

1.1 عالمی معاشی صورتحال

تازہ ترین تخمینوں⁴ کے مطابق سابقہ پیش گوئیوں کے برعکس 09ء میں عالمی معاشی نمو کے 1.1 فیصد تک سکڑنے کا امکان ہے، کیونکہ 1930ء کی دہائی کے بعد پہلی مرتبہ اس میں اتنا بگاڑ دیکھنے میں آیا ہے۔ یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ 2010ء میں عالمی معیشت کی نمو 3.1 فیصد رہنے کی توقع ہے جو بحران سے پہلے کی شرح نمو سے خاصی کم ہے (دیکھئے شکل 1.1)۔ اس متوقع توسیع

⁴ ورلڈ اکنامک آؤٹ لک، اکتوبر 2009ء، آئی ایم ایف کے مطابق۔

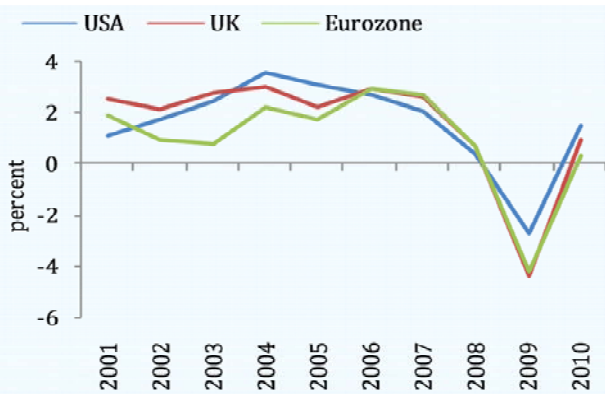
شکل 1.2: شرح نمو ترقی پذیر ایشیا



Source: IMF, WEO Oct-09

کا اہم سبب ایشیا کی بھارت اور چین جیسی بڑی معیشتوں کی مضبوط نمو ہے۔ 09ء میں ان دونوں ملکوں کی معاشی نمو بالترتیب 5.4 فیصد اور 8.5 فیصد رہنے کا امکان ہے (دیکھئے شکل 1.2) جبکہ امریکہ، برطانیہ اور یوروزون کے علاقوں میں معاشی نمو کی سطح قدرے پست رہے گی۔ (دیکھئے شکل 1.3)۔

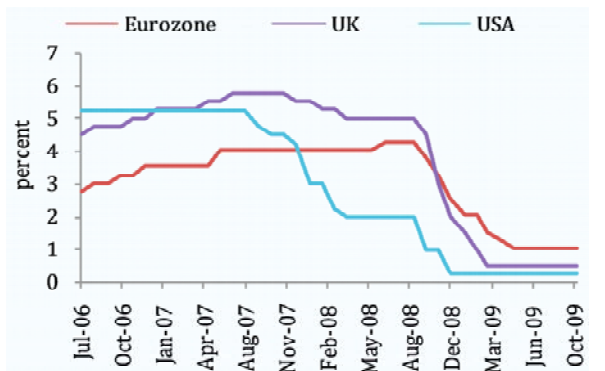
شکل 1.3: شرح ہائے نمو ترقی یافتہ معیشتیں



Source: IMF, WEO Oct-09

مرکزی بینکوں نے سرمائے کی اہم منڈیوں میں بحران کے اثرات کو کم کرنے کے لیے اپنے پالیسی اقدامات میں زیادہ توجہ ایک ایسے ماحول میں مالی استحکام کی بحالی پر مرکوز رکھی ہے جس میں سیالیت کے انجماد نے زری ترسیلی میکانیت پر خاصے منفی اثرات مرتب کیے تھے۔ 2008ء میں مالی اداروں میں ادائیگی قرض کی صلاحیت و قرضوں کی قلت کا نام دیا گیا تھا۔ مذکورہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے زری پالیسی میں نرمی اور قرضہ جاتی ذرائع کی بحالی کے لیے مالی منڈیوں کو درکار اعانت کی فراہمی کے اقدامات کیے گئے۔ پالیسی ریٹ میں کمی جیسے روایتی پالیسی اقدامات صفر کی سطح پر رہنے کے اپنے مضمرات ہوتے ہیں، جیسا کہ امریکہ میں دیکھنے میں آیا ہے (شکل 1.4)، اس لیے پالیسی اقدامات کو غیر معمولی وسعت دیتے ہوئے اس میں کئی غیر روایتی پالیسیوں کو شامل کیا گیا۔

شکل 1.4: اہم پالیسی ریٹ۔ ترقی یافتہ معیشتیں



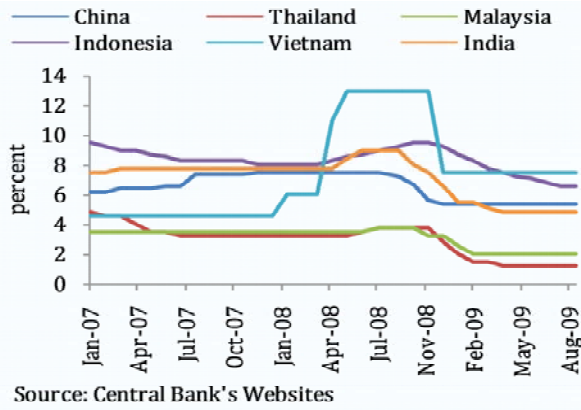
Source: Central Bank's Websites

بحران سے براہ راست متاثر نہ ہونے والے ایشیائی ممالک اجناس کے عالمی نرخوں میں غیر معمولی اضافے سے عہدہ برآ ہونے کی کوششوں میں مصروف تھے۔ (شکل 1.5) انہوں نے گرانی کے دباؤ (شکل 1.6) میں کمی کے لیے پالیسی ریٹ بڑھا دیے تھے جبکہ اس کے مقابلے میں ترقی یافتہ ممالک نے ان میں نرمی کر دی تھی۔ 2008ء کے وسط میں اجناس کے نرخوں کے بلند ترین سطح پر پہنچنے کے بعد اجناس درآمد کرنے والے بیشتر ملکوں میں گرانی میں کمی اور ان کے جاری حسابات کی صورتحال بہتر ہونا شروع ہو گئی۔ امریکہ کے مالی نظام کا ایک چھوٹا جز مالی بحران کو جنم دینے کا باعث بنا اور پیدائش و تقسیم ماڈل کی وسیع رسائی کے ذریعے تیزی سے دیگر ترقی یافتہ ملکوں تک پھیل گیا۔ ایشیا میں

ساختی مالکاری آلات میں انکشاف کی پست سطح کے حامل ابھرتے ہوئے ممالک نے ستمبر 2008ء میں لے بین برادرز جیسی بڑی کمپنی کے انہدام تک حالات کا مضبوطی سے مقابلہ کیا لیکن اس کے بعد اعتماد کا بحران پیدا ہو گیا، جس نے واضح کر دیا تھا کہ صورتحال مزید بدتر رخ اختیار کرے گی اور گہری اور طویل کساد بازاری یقینی ہو گئی تھی۔ مذکورہ واقعات کے نتیجے میں پیدا ہونے والی غیر یقینی کیفیت صارفین و کاروباری اعتماد میں کافی بگاڑ اور مجموعی عالمی طلب کے رجحانات میں تبدیلی پر منتج ہوئی۔

بحران سے قبل ایشیا کی مضبوط پوزیشن میں 1997ء کے ایشیائی بحران کے دوران کیے جانے والے اقدامات نے اہم کردار ادا کیا ہے کیونکہ اس وقت ان ملکوں نے

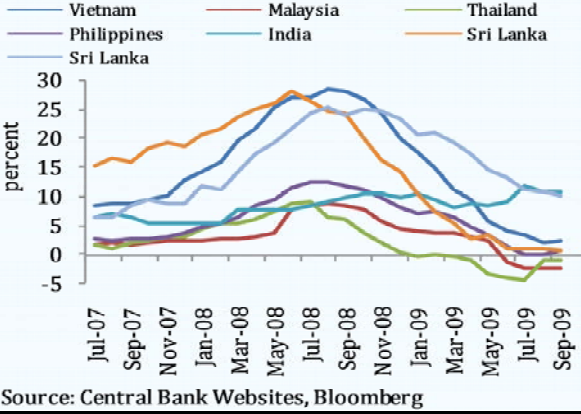
شکل 1.5: ایشیا کے پالیسی ریٹ



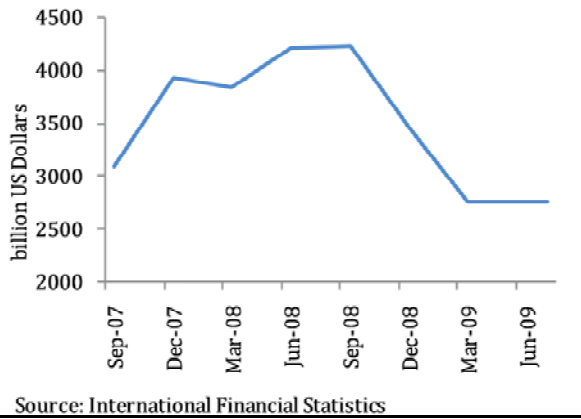
اپنی معیشتوں اور مالی نظاموں میں ساختی بہتری کے لیے سخت جدوجہد کی تھی۔ ایشیائی ملکوں نے اس بحران کے بعد اپنی مالیاتی و بیرونی قرضوں کی صورتحال کو مستحکم کیا، زرمبادلہ کے ذخائر میں اضافہ کیا گیا اور بینکاری شعبوں میں خاصی اصلاحات نافذ کی گئیں۔ اس لیے بحران کے آغاز میں ایشیائی معیشتیں اس کے بدترین اثرات سے بچنے کی بہتر پوزیشن میں تھیں۔

یہ بات عموماً تسلیم کی جاتی ہے کہ ایشیا کی حالیہ ترقی کا ایک اہم سبب اس کے ملکوں کا عالمی تجارت و مالیات میں کھلے پن کی پالیسیوں پر عملدرآمد ہے۔ ایشیائی نمو کی برآمدی نوعیت کے باعث خطی معیشتوں کو معاشی نمو میں سست رفتاری کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ ترقی یافتہ معیشتوں میں کساد بازاری کے اثرات جلد پڑنا شروع ہو گئے تھے۔ کئی ایشیائی معیشتوں میں 2008ء کی چوتھی سہ ماہی کے دوران مالی دباؤ اور معاشی سرگرمیوں میں سست روی کی علامات ظاہر ہونا شروع ہو گئی تھیں۔ شکل 1.7 میں بحران کے آغاز سے عالمی برآمدات کے رجحانات کو دکھایا گیا ہے۔ 2008ء کی تیسری سہ ماہی اور 2009ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران برآمدات میں 3.7 فیصد کی آگے۔ ایشیا میں تجارت پر انحصار کرنے والی معیشتوں کی خالص برآمدات کا ان کی پیداوار میں اہم حصہ ہوتا ہے اور وہ برآمدات کی طلب میں کمی کے اثرات سے خود کو محفوظ نہیں رکھ سکیں۔ ایشیائی ممالک میں صرف چین، بھارت اور انڈونیشیا کی معیشتیں بحران کے دوران نہیں سکڑیں اگرچہ انہیں قابل ذکر سست روی کا سامنا کرنا پڑا۔ ان ممالک کا شمار ایشیا کی مالی لحاظ سے سب سے کم کھلی معیشتوں میں کیا جاتا ہے۔⁵

شکل 1.6: ایشیائی معیشتوں میں گرانی کی شرحیں



شکل 1.7: عالمی سہ ماہی برآمدات



عالمی تجارت تمام ایشیائی معیشتوں تک بحران کے وبائی اثرات کی ترسیل کا ایک اہم ذریعہ ثابت ہوئی اور قرضہ منڈیوں میں غیر یقینی کیفیت اور خطرات سے گریز نے صورتحال کی سنگینی میں اضافہ کر دیا۔ بحران نے بیرونی کھاتوں اور مالیاتی خساروں کی حامل معیشتوں کو بری طرح متاثر کیا۔ عالمی سرمائے تک رسائی ختم ہو گئی اور مالیاتی اعانت کے پیکج پر عملدرآمد کے لیے بہت کم

گنجائش باقی رہ گئی۔ تاہم اپنے جاری حسابات کے بھاری فاضل کے سبب چین نے کامیابی سے مالیاتی پیکج کے ذریعے اپنی معیشت کو مالیاتی تحریک فراہم کیا۔

اس لیے وبائی اثر کے دوسرے اہم ذریعے کی عکاسی ایشیا کی ابھرتی ہوئی منڈیوں کو سرمائے کی منتقلی کے حجم سے ہوتی ہے۔ بحران میں شدت آنے اور عالمی سرمایہ کاروں کی جانب سے خطرات مول لینے سے گریز اور خطرات کے بارے میں منفی سوچ کے سبب ان معیشتوں کی مضبوط معاشی مبادیات کے باوجود ان ملکوں کی سمت سرمائے کے بہاؤ میں کمی آگئی۔ سرمائے کے بہاؤ کے رجحان میں تبدیلی نے ان ملکوں کے لیے مشکلات بڑھادیں جن کے مالی نظام کا انحصار مالی مدد کی تھوک

⁵ جیہا کہ برٹینی (2009ء) میں بحث کی گئی ہے۔

منڈی یا بیرونی مالکاری پر تھا، جیسا کہ کوریہ کے معاملے میں دیکھے میں آیا ہے۔ بحران کے نتیجے میں ایشیائی ایکویٹی منڈیوں اور ریاستی و کارپوریٹ بانڈز پر قرضہ تبدیل (سی ڈی ایس) میں کمی آئی ہے۔

ترقی یافتہ معیشتوں میں بحالی کا عمل توقع سے پہلے شروع ہو گیا ہے اور ایشیا میں دیکھی جانے والی تیزی کا سبب ان کے بحران سے پہلے کی مبادیات ہیں اور بحران کے جواب میں انہوں نے کم وبیش ایسا ہی پالیسی ردعمل ظاہر کیا ہے۔ ایشیائی ملکوں میں مرکزی بینکوں کے پالیسی اقدامات کی شدت اور سطح مختلف تھی اور ان کا مقصد قبیل مدتی توازن کی بحالی تھی جبکہ ترقی یافتہ ممالک اپنی معاشی مبادیات میں بہتری لانے کے لیے کوشاں تھے (بکس 1.2)۔ پالیسی اقدامات میں فرق کا ایک اہم سبب مالی نظام کی مختلف ترجیحات ہیں کیونکہ بینکوں پر انحصار کرنے والے دیگر ملکوں کے مقابلے میں امریکہ کے مالی نظام میں مالی منڈیوں اور غیر بینک مالی اداروں کے کردار کو اہمیت دی جاتی ہے۔⁶

بکس 1.2: بحران کے دوران مرکزی بینکوں کی جانب سے کیے گئے غیر روایتی پالیسی اقدامات

اس امر میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ مرکزی بینکوں کے پالیسی اقدامات نے عالمی مالی بحران کو تاریخ کی دوسری عظیم کساد بازاری سے بچانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

ان میں روایتی اور غیر روایتی دونوں قسم کے اقدامات شامل ہیں۔ انہیں غیر روایتی پالیسی اقدامات اس لیے کہا جاتا ہے کہ ان میں پہلے سے رائج پالیسی فریم ورک سے واضح انحراف پایا جاتا ہے اور مرکزی بینک گذشتہ دو دہائیوں سے اس کے حامی رہے ہیں۔ ان اقدامات کا اہم مقصد معیشت کو درجہ بنیادی معاشی چیلنجز اور نظمی مالی دباؤ سے نمٹنا تھا۔ ان عوامل نے ہی بحران کے دوران مالی استحکام کو مرکزی پالیسی کی حیثیت دی۔

بحران کے بعد ترقی یافتہ اور ابھرتی ہوئی معیشتوں میں کیے جانے والے غیر روایتی اقدامات کی وسعت اور اثرات میں کافی فرق پایا جاتا ہے۔ ابھرتی ہوئی معیشتوں کو درجہ بنیادی دباؤ کی سطح محدود تھی۔ ابھرتی ہوئی معیشتوں کے نومبر 2008 تا جون 2009ء کے دوران 39 درمیانی اور بڑی معیشتوں کے غیر روایتی اقدامات کا احاطہ کیا گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ترقی یافتہ معیشتوں میں قرضہ جاتی و مقداری زمی کے اقدامات پر توجہ مرکوز کی گئی جبکہ ابھرتی ہوئی معیشتوں نے زرمبادلہ قبیل مدتی سیلیت میں نرمی کو اپنی منڈیوں میں سیلیت کے دباؤ پر قابو پانے کے لیے استعمال کیا۔ ابھرتی ہوئی اور ترقی یافتہ معیشتوں کے غیر روایتی اقدامات میں پایا جانے والا فرق مالی دباؤ کی وسعت اور پالیسی کی سہا پر مبنی ہے جس کی تفصیلات کو ذیل میں بیان کیا گیا ہے:

وقت: ترقی یافتہ معیشتوں نے بحران کے آغاز میں روایتی بنیادوں کو استعمال کرتے ہوئے زری زمی پر توجہ مرکوز کی اور ستمبر 2008ء میں لے مین برادرز کی ناکامی کے بعد غیر روایتی طریقے اختیار کر لیے جن کی وہاں ضرورت تھی جہاں پر پالیسی ریش میں کمی کرتے ہوئے انہیں صفر کر دیا گیا تھا۔

ابھرتی ہوئی معیشتیں ستمبر 2008ء سے سرمائے کی آمد اور گرانی کے دباؤ سے نمٹنے کے لیے پالیسی ریش میں اضافہ کر رہی تھیں۔ ستمبر 2008ء میں عالمی سیلیت کے اچانک سخت ہونے کے باعث انہوں نے بھی غیر روایتی اقدامات کرنا شروع کر دیے کیونکہ ان کی شرح ہائے مبادلہ دباؤ میں آگئی اور خالص سرمایہ جاتی قوم کی آمد ختم ہو گئی تھی۔

اقسام: ترقی یافتہ اور ابھرتی ہوئی معیشتوں کی جانب سے سیلیت میں نرمی کے اقدامات میں بھی فرق پایا جاتا ہے۔ ابھرتی ہوئی معیشتوں کے مرکزی بینکوں نے نقد محفوظ جیسی شرائط میں نرمی جیسے بنیادوں پر زیادہ انحصار کیا جبکہ ترقی یافتہ معیشتوں نے نظمی سیلیت میں نرمی جیسے اقدامات متعارف کرائے۔ بعض ترقی یافتہ ملکوں کے مرکزی بینکوں نے قرضہ جاتی و مقداری زمی کے اقدامات پر زیادہ انحصار کیا لیکن ابھرتی ہوئی معیشتوں کے بینکوں میں سے بمشکل ہی کسی نے ایسے اقدامات کیے ہیں۔

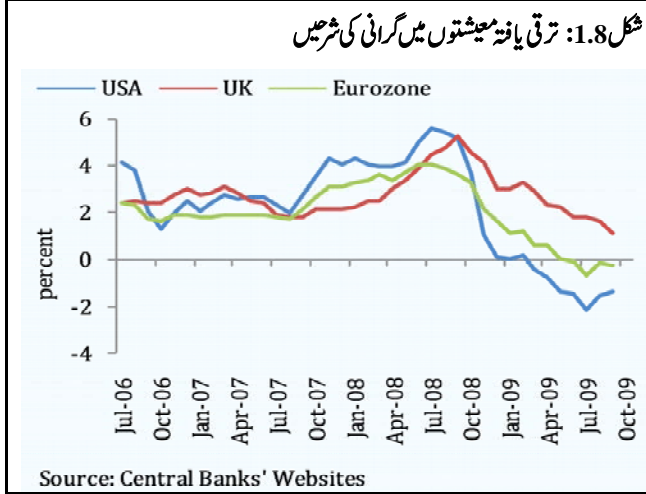
شدت: پیشتر مرکزی بینکوں کے لیے زری پالیسی میں روایتی نرمی کا ان کی بیلنس شیٹس پر محدود اثر پڑا ہے جبکہ زیادہ تر غیر روایتی اقدامات کے نتیجے میں ان کی بیلنس شیٹس کا حجم بڑھ گیا ہے۔ ترقی یافتہ ملکوں کی بیلنس شیٹس ستمبر 2008ء میں تیزی سے بہتر ہونا شروع ہوئیں لیکن ابھرتے ہوئی معیشتوں کی بیلنس شیٹس میں اتنی تیزی سے اضافہ نہیں ہوا۔ نہ صرف یہ کہ ابھرتی ہوئی معیشتوں نے مقداری و قرضہ جاتی نرمی کو بمشکل ہی استعمال کیا بلکہ ان میں سے زیادہ تر ملکوں کے زرمبادلہ کے ذخائر میں کمی آنا شروع ہو گئی۔ غیر روایتی اقدامات کی اثر انگیزی کی پیمائش ایک مشکل کام ہے کیونکہ ان کا اہم مقصد اعتماد کی بحالی تھا۔ ان اقدامات کی مدد سے ترقی یافتہ معیشتیں مالی استحکام کی بحالی میں کافی حد تک کامیاب رہی ہیں جبکہ ابھرتی ہوئی معیشتوں میں ان کے اطلاق اور کامیابی کی سطح محدود رہی۔

ماخذ: آئی ایم ایف WP/09/226

ان غیر روایتی پالیسی اقدامات کے ذریعے ترقی یافتہ معیشتوں میں معاشی استحکام کے حصول پر توجہ مرکوز کی گئی۔ اس کی وجہ سے شرح ہائے سود کی تاریخی طور پر پست ترین سطح اور نظام میں اضافی سیلیت کے بارے میں خدشات کافی بڑھ گئے۔ تاہم، امریکہ، برطانیہ اور یورو کے علاقوں میں گرانی کے حالیہ رجحانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایسے خدشات میں کمی آرہی ہے (شکل 1.8)۔

چین جیسے ملکوں میں مالیاتی اعانت کے اقدامات کے نتیجے میں بحالی کے عمل کی بنیاد تجارتی شراکت داروں کی طلب میں نمو کے بجائے ملکی طلب میں خاصی نمو پر رکھی گئی

⁶ بریکنگ (2009ء)۔



ہے۔ اس کی عکاسی حالیہ مہینوں کے دوران برآمدات میں کمی کے باوجود ایشیا سازی کے شعبے کی نمو سے بھی ہوتی ہے۔

اگرچہ عالمی نظام میں استحکام کا عمل شروع ہو گیا ہے تاہم بھاری مالیاتی اخراجات میں قبل از وقت کمی سے بحالی کے عمل میں دشواریاں پیش آ سکتی ہیں۔ مرکزی بینکوں کو فیصلوں میں بے حد احتیاط سے کام لینا ہوگا۔ ایشیائی ممالک اندرونی طلب کو بڑھانے کی کوششوں میں مصروف ہیں جس سے بحران سے قبل پائے جانے والے عالمی عدم توازن کے اعادے کا امکان کم ہو جائے گا۔

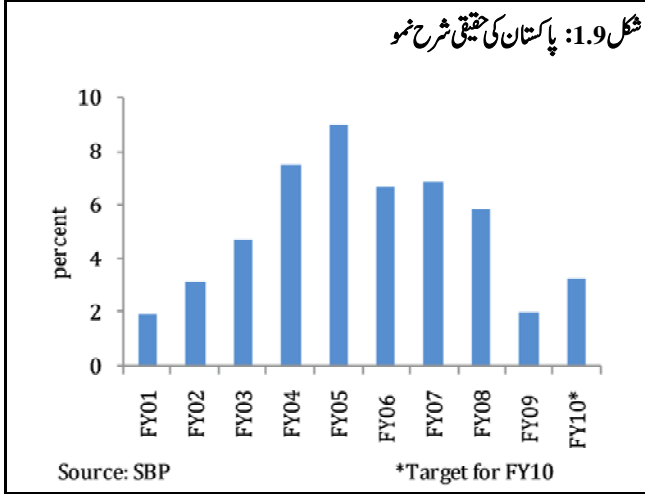
1.2 ملکی معاشی صورتحال

پاکستان میں معاشی عدم استحکام کا آغاز ایشیا پر بحران کے اثرات مرتب ہونے سے پہلے ہی ہو گیا تھا۔ اس کی شروعات معاشی عدم توازن سے ہوئی تھی جس کی عکاسی بڑھتے ہوئے مالیاتی و جاری حسابات کے خسارے سے ہوتی ہے۔ ایشیا کی برآمدات پر مبنی نمو کے مقابلے میں پاکستان کی معاشی نمو کا انحصار بڑی حد تک صرف پرہے جبکہ مالی بچتوں کی سطح پست ہے اور ان میں مسلسل کمی ہو رہی ہے۔ ملکی طلب کا دباؤ، جس کا اظہار نجی شعبے کے قرضوں و درآمدات کے حجم میں اضافے سے ہوتا ہے، گرانی کو بڑھانے کا سبب بنا۔ اسی طرح مالیاتی خسارہ پورا کرنے کے لیے حکومت کی مرکزی بینک سے قرض گیری نے بھی گرانی میں اضافہ کیا۔ اجناس کی عالمی قیمتوں کا عجیب رجحان بھی اس دباؤ میں اضافے کا باعث بنا۔ یوں مالی سال 08ء کا اختتام گرانی کے دباؤ میں مسلسل اضافے اور مالیاتی و جاری حسابات کے خساروں کی بلند ترین سطح سے ہوا تھا (جدول 1.1)۔

جدول 1.1: اہم معاشی اظہارے								
پہلی سہ ماہی مہ 10ء*	مہ 09ء	مہ 08ء	مہ 07ء	مہ 06ء	مہ 05ء	مہ 04ء	مہ 03ء	
شرح ہائے نمو فیصد میں								
-	2.0	4.1	6.8	5.8	9.0	7.5	4.7	جی ڈی پی
10.1	20.8	12.0	7.8	7.9	9.3	4.6	3.1	صارف اشاریہ قیمت گرانی
0.8	9.6	15.3	19.3	15.2	19.3	19.6	18.0	زری مجموعے (زر)
-4.1	0.7	16.5	17.3	23.5	34.4	34.3	18.2	نجی شعبے کا قرضہ
ارپ امریکی ڈالر								
2.3	7.8	6.5	5.5	4.6	4.2	3.9	4.2	کارکنوں کی ترسیلات زر
4.6	-6.7	12.2	3.2	14.3	16.9	10.3	10.9	برآمدات (ایف او بی)
7.4	6.5	30.9	6.9	38.8	32.1	27.6	11.3	درآمدات (سی آئی ایف)
14.2*	12.4	11.4	15.6	13.1	12.6	12.4	10.0	زر مبادلہ کے سرکاری سیال ذخائر
ملاطحتی ڈی پی فیصد								
4.9**	5.2	7.6	4.3	4.3	3.3	2.3	-3.7	مالیاتی خسارہ
-1.6	-5.3	-8.4	-4.8	-3.9	-1.4	1.8	4.9	جاری حسابات کا توازن
ماخذ: اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹیں مختلف ایڈیشنز								
^ 31 اکتوبر 2009ء تک					* 30 ستمبر مہ 10ء			
					** سالانہ اہداف مہ 10ء			

ان کمزور مبادیات میں مالی سال 09ء کی پہلی ششماہی میں مزید بگاڑ آ گیا۔ اجناس کے نرخوں کی منتقلی اور زر اعانت کے مرحلہ وار خاتمے کے نتیجے میں گرانی اگست مالی سال 09ء میں 25.3 فیصد کی بلند ترین سطح پر پہنچ گئی۔ اس مدت کے دوران بینکاری شعبے اور بازار زر میں مختصر مدت کے لیے سیالیت کی قلت نے ملکی مالی شعبے میں اعتماد کا بحران پیدا کر دیا تھا۔

اس وقت تک تجارت و سرمائے کے بہاؤ جیسے وبائی ذرائع سے ملکی معیشت پر عالمی مالی بحران کے دورانی اثرات بھی مرتب ہونا شروع ہو گئے تھے۔ صورتحال اس حد

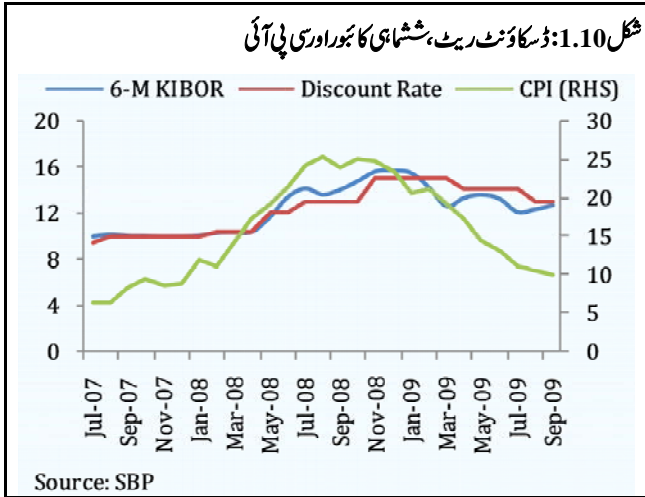


تک بگڑ گئی کہ معاشی عدم توازن کی مالکاری زرمبادلہ کے ذخائر سے کی گئی اور درآمدات کی کوریج کا تناسب آخر اکتوبر مالی سال 09ء میں 8.9 ہفتے کی پست سطح پر پہنچ گیا۔ اس کے نتیجے میں موڈیز نے اکتوبر مالی سال 09ء میں ملک کی ریاستی درجہ بندی میں کمی کر دی جبکہ بیرونی سرمائے میں کمی نے اقتصادی منتظمین کے لیے بیرونی ذرائع سے ملکی معیشت کے لیے درکار رقم جمع کرنے کو بے حد مشکل بنا دیا۔ مذکورہ حالات نے ملک کی نمو کے امکانات پر منفی اثرات مرتب کیے اور مالی سال 09ء میں جی ڈی پی کی نمو کم ہو کر 2 فیصد رہ گئی (شکل 1.9)۔

مارچ مالی سال 08ء میں منتخب ہونے والی نئی حکومت نے معاشی ماخوذیات میں تیزی سے بگاڑ کو دور کرنے کے لیے ملکی ترجیحات پر مبنی ایک معاشی استحکام پروگرام تشکیل دیا جس پر نومبر مالی سال 09ء سے آئی ایم ایف کے اسٹیٹڈ بائی آرینجمنٹ (ایس بی اے) کی اعانت سے حکومت اور اسٹیٹ بینک نے مشترکہ طور پر عملدرآمد کیا۔

معاشی استحکام پروگرام اور ایس بی اے میں زیادہ توجہ زری و مالیاتی سختی پر مرکوز کی گئی تاکہ مقامی و بیرونی اشیادوں کی طلب کے دباؤ کو کم کیا جاسکے (تاکہ بڑھتی ہوئی درآمدات اور شرح مبادلہ پر دباؤ قابو میں آئے)۔ اس کے ساتھ ساتھ ساختی اصلاحات بھی متعارف کرائی گئیں جن کا مقصد محصولات میں اضافہ اور توانائی کی رکاوٹوں پر قابو پانا تھا جنہوں نے ملکی حقیقی معاشی سرگرمیوں پر خاصے منفی اثرات مرتب کیے۔ اس ضمن میں کیے جانے والے پالیسی اقدامات کو ذیل میں دیا گیا ہے۔

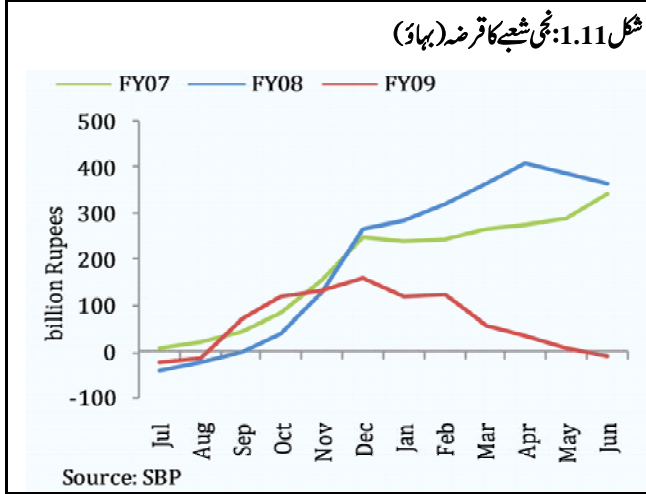
زری پالیسی: مالی سال 08ء سے اسٹیٹ بینک نے جارحانہ زری پالیسی اختیار کر رکھی ہے اور نومبر مالی سال 09ء میں پالیسی ریٹ بڑھ کر 15 فیصد تک پہنچ گیا۔ اس کے علاوہ مئی مالی سال 08ء میں کیے گئے عبوری زری پالیسی اقدامات کے تحت نقد محفوظ کی حد میں اضافہ بھی کیا گیا۔ بعد ازاں، اسٹیٹ بینک نے بازار زر میں سیالیت کی قلت کو مد نظر رکھتے ہوئے اکتوبر نومبر مالی سال 09ء کے دوران مطلوبہ نقد محفوظ میں مرحلہ وار کمی کا اعلان کیا جس سے بازار کو 270 ارب روپے کی اضافی



سیالیت دستیاب ہو گئی۔ تاہم، نقد محفوظ کی شرائط میں نرمی کے باوجود پالیسی ریٹ میں نرمی نہیں ہوئی جو کہ سخت زری موقف کی عکاس تھی۔ سیالیت میں نرمی نے زری سخت گیری کے اثرات کو کسی حد تک زائل کر دیا اور اس کے بعد کے مہینوں میں گرانی کے دباؤ میں کمی آنا شروع ہو گئی (شکل 1.10)۔ اس سے اسٹیٹ بینک کو پالیسی سمت کی تبدیلی کے بارے میں محتاط ہونا پڑا اور اس نے صورتحال کو مد نظر رکھتے ہوئے اپریل مالی سال 09ء میں پالیسی ریٹ میں 100 بیسس پوائنٹس کمی کر دی۔ ایسا اپریل مالی سال 05ء سے اختیار کی جانے والی سخت زری پالیسی کے دوران پہلی مرتبہ دیکھنے میں آیا۔ اگست مالی سال 10ء میں ڈسکاؤنٹ ریٹ میں مزید 100 بیسس پوائنٹس کمی کوئی کرتے ہوئے اسے 13 فیصد کر دیا گیا۔

گرانی میں خاصی کمی کے علاوہ ملکی طلب کے دباؤ کو کم کرنے کے لیے کیے جانے والے اقدامات کی عکاسی مالی سال 2009ء کی دوسری ششماہی سے نجی شعبے کے قرضوں کی نمو میں تیزی سے کمی سے ہوتی ہے کیونکہ نجی شعبے کے قرضے 0.7 فیصد کی ریکارڈ پست شرح سے بڑھے ہیں۔ اس کے مقابلے میں گذشتہ سال نجی شعبے کے

⁷ موڈیز انویسٹرز سروس نے اکتوبر 2008ء میں پاکستان کی ریٹنگ میں کمی کرتے ہوئے اسے بی 2 سے بی 3 کر دیا تھا۔ یہ وہی ریٹنگ ہے جو 28 مئی 1998ء کو ایٹمی دھماکوں کے دن پاکستان کو دی گئی تھی۔

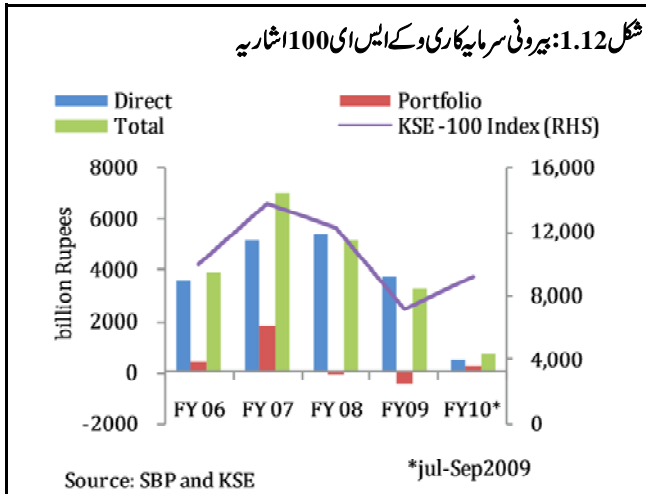


قرضوں میں 16.5 فیصد کی بلند نمو ہوئی تھی اور گذشتہ چھ برسوں (بشمول مالی سال 2008ء) کے دوران اس کی اوسط شرح نمو تقریباً 2 فیصد رہی تھی (شکل 1.11)۔

ایس بی اے پر عملدرآمد سے اسٹیٹ بینک کو بعض اہم اصلاحات کرنے میں مدد ملی جن میں مرکزی بینک سے حکومت کی قرض گیری کے سہ ماہی اہداف کا تعین، حجم پر مبنی نیلامیوں کے انعقاد کے ذریعے سرکاری قرضوں کے انتظام کے طریقہ کار میں بہتری لانا جس میں قطع شرح سود کے تعین کا اختیار اسٹیٹ بینک کے بجائے وزارت خزانہ کو دے دیا گیا اور سیالیت کا انتظام کرنے کی سرگرمیوں میں شفافیت لانے کے لیے شرح سود کا کوریڈر متعارف کرانا نیز زری ترسیل کی میکینزم کو مضبوط بنانا شامل ہیں۔

مالیاتی اقدامات: زراعت میں مرحلہ وار کمی (مالی سال 08ء میں ہونے والے 1777.2 ارب روپے کے بجٹ خسارے میں سے 1395 ارب روپے زری اعانت پر خرچ کیے گئے) کے مالیاتی استحکام کی سمت اٹھایا جانے والا ایک اہم قدم تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ترقیاتی اخراجات میں کمی اور گردش قرضوں کے مسئلے کو حل کرنے کی کوششوں سے مالی سال 09ء میں مالیاتی خسارے کو جی ڈی پی کے 5.2 فیصد پر لانے میں مدد ملی جو مالی سال 08ء میں 7.6 فیصد تھا۔

جاری حسابات کا توازن: درآمدات میں نمایاں کمی کے لیے طلب کے موثر انتظام اور اجناس کے عالمی نرخوں میں خاطر خواہ کمی نے بیرونی کھاتے پر دباؤ کو کم کر دیا۔ مالی سال 09ء میں بحران کے وبائی اثرات کی ترسیل کی عکاسی عالمی طلب میں کمی کے باعث برآمدات میں نمایاں کمی سے ہوتی ہے۔ مالی سال 09ء میں مجموعی برآمدات میں 6.7 فیصد کمی ہوئی جبکہ اس کے مقابلے میں مالی سال 08ء میں 12.2 فیصد اضافہ دیکھا گیا تھا۔ مالی سال 09ء میں کارکنوں کی ترسیلات زر بڑھ کر 7.8 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں۔ اس طرح مالی سال 08ء کے مقابلے میں ان میں 21.1 فیصد اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔ نتیجتاً، جاری کھاتے کا خسارہ مالی سال 09ء میں کم ہو کر جی ڈی پی کا 5.3 فیصد رہ گیا جبکہ مالی سال 08ء میں یہ 8 فیصد کی ریکارڈ بلند سطح پر تھا۔ سرمایہ کاروں کے اعتماد کی پست سطح کی عکاسی مالی سال 09ء میں براہ راست غیر ملکی سرمایہ کاری اور جزو دانی سرمایہ کاری میں خاصی کمی سے ہوتی ہے اور اسٹاک مارکیٹ پر چار ماہ تک فلور کے نفاذ نے اس صورتحال کی سنگینی میں مزید اضافہ کر دیا

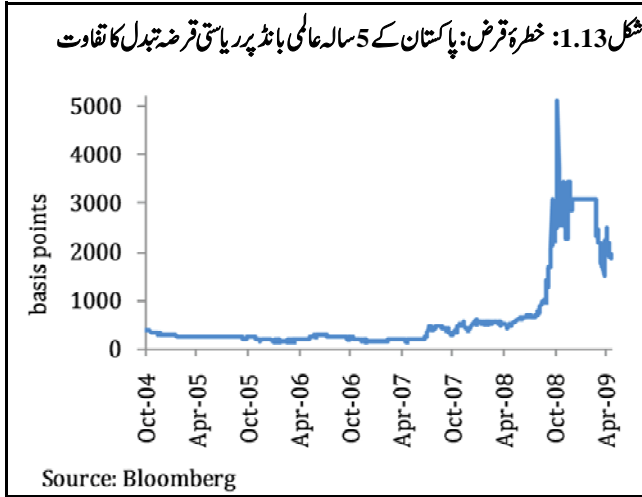


(شکل 1.12)۔ جیسا کہ دیگر ایشیائی ملکوں میں دیکھنے میں آیا پاکستان میں سی ڈی ایس تفاوت جو کہ بحران میں شدت آنے کے وقت بڑھ کر 5106 پہنچ گیا تھا، وہ مئی 2009ء میں کم ہو کر 1864 رہ گیا (شکل 1.13)۔ یہ مخصوص پیش رفت اور اگست مالی سال 10ء⁸ میں ریٹنگ ایجنسی موڈیز کی جانب سے پاکستان کی قرضہ درجہ بندی کو بہتر کرنے سے غیر قرضہ بیرونی قروم کے حصول تک رسائی زیادہ آسان ہو گئی ہے۔

مستقبل کے امکانات: گذشتہ مہینوں کے دوران صورتحال میں کافی بہتری آئی ہے۔ بتدریج بحالی کا عمل شروع ہو گیا ہے اور سال کے دوران جی ڈی پی کی نمو کا ہدف 3.3 فیصد کے قریب رہنے کا امکان ہے۔ حالیہ مہینوں میں گرانی میں کمی کے باعث توقع ہے کہ مالی سال 10ء میں سالانہ اوسط گرانی کمی کے بعد 10 تا 12 فیصد⁹ تک رہے گی۔ تاہم عالمی

⁸ موڈیز انویسٹرز سروے نے 17 اگست 2009ء کو زرمبادلہ میں ریاستی قرضوں پر پاکستان کی ریٹنگ کو ڈی 3 مثنیٰ امکانات سے 'بی' 3 مستحکم امکانات کر دیا۔

⁹ اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ 2008-09ء۔



معیشت کی کمزوری کے سبب ملک کے معاشی استحکام کو لاحق خطرات بڑھ سکتے ہیں اور اس کے بیرونی شعبے پر بھی اثرات مرتب ہوں گے۔

1.3 حاصل

دنیا کے مختلف حصوں میں بچتوں کے غیر متناسب توازن کا نتیجہ عالمی معاشی عدم توازن کی صورت میں برآمد ہوا اور اس کے نتیجے میں عالمی مالی نظام کو تباہی سے دوچار ہونا پڑا۔ مالی شعبے کے لین دین میں سٹے بازی کی طرف جھکاؤ محرک بن گیا۔ جی 20 ملکوں کے اصلاحاتی ایجنڈے میں ابھرتی ہوئی معیشتوں اور بڑی ایشیائی معیشتوں¹⁰ کو مناسب نمائندگی دی گئی ہے۔ اب ایشیا اور ترقی یافتہ ملکوں کے لیے متوازن نمو کا حصول اور عالمی عدم توازن میں کمی لانا اہم چیلنج ہوگا۔

پاکستان نومبر 2009ء میں درپیش ادائیگیوں کے توازن کی ناپائیدار سطح اور بلند گرانے کے دور سے باہر نکل آیا ہے۔ تاہم ملک کو اب بھی خاصے چیلنجوں کا سامنا ہے جن سے بہتر انداز میں عہدہ برآ ہونے کے بعد ہی اس مشکل صورتحال سے باہر آنا ممکن ہوگا۔ ان میں سے ایک پاکستان میں بچتوں کے رجحانات کی غیر حوصلہ افزا صورتحال ہے۔ معیشت کو درپیش ساختی مسائل معاشی اصلاحات کے راستے میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ مستقبل قریب میں ترقی یافتہ معیشتوں اور پاکستان دونوں کو یکساں چیلنج کا سامنا ہے جن میں قرضوں کے بہاؤ کی سابقہ پوزیشن پر واپسی، معاشی نمو میں اضافہ اور قلیل مدت میں مالی استحکام کی بحالی اور ترقی شامل ہیں۔

¹⁰ چین، بھارت اور انڈونیشیا جی 20 فورم میں شامل ہیں۔

حوالہ جات

- برٹینی، بین (2009ء) ”ایشیا اور عالمی مالی بحران“ فیڈرل ریزرو بینک آف سان فرانسسکو کی ایشیا اور عالمی مالی بحران پر کانفرنس، سائٹا باربرا، کیلیفورنیا، 19 اکتوبر 2009ء۔
- برٹینی، بین (2009ء) ”بحران کے سال پر غور و فکر“ فیڈرل ریزرو بینک آف کنساس سٹی کا سالانہ اکنامک سمپوزیم، 21 اگست 2009ء۔
- برینڈا گونزالز ہرمویلونڈ ہائیگو پیسے (2009ء)؛ ”عالمی منڈی کے حالات اور نظمی خطرہ“ آئی ایم ایف WP/09/230۔
- آئی ایم ایف (2009ء) ”علاقائی معاشی صورتحال، ایشیا اور بحر اکنامی بحران: ایشیائی تناظر“ مئی 2009ء۔
- آئی ایم ایف (2009ء) ”ورلڈ اکنامک آؤٹ لک اکتوبر 2009ء“۔
- لپسکی، جان (2009ء) ”معاشی نمو کے فروغ کے لیے مشکلات اور حکمت ہائے عملی“ آئی ایم ایف، 19 اکتوبر 2009ء۔
- لپسکی، جان (2009ء) ”ایشیا، مالی بحران اور عالمی معاشی نظم و نسق“ 20 اکتوبر 2009ء۔
- کیٹرواشی، مارک اسٹون، اور اسٹین بی بیو (2009ء) ”ابھرتی ہوئی معیشتوں کے لیے مرکزی بینک کے غیر روایتی اقدامات“ آئی ایم ایف WP/09/226۔
- رون ہارونی (2009ء) ”معاشی استحکام و مالی ضابطہ کاری: جی 20 کو درپیش اہم مسائل“ مرکز برائے معاشی پالیسی تحقیق، مارچ 2009ء۔
- کنگ، رابرٹ جی اور روس لیوان (1993ء) ”مالیات اور نمو: شمعیٹر برحق ہو سکتا ہے“ سہ ماہی ہیرل آف اکنامکس، جلد 108، نمبر 3 (اگست 1993ء)، ص 717-737۔
- بینک دولت پاکستان (2008-09ء) ”پاکستانی معیشت کی کیفیت، سالانہ رپورٹ 2008-09ء“۔